OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.01(22)u5.47-56

عصرِ حاضر میں مقاصدِ شریعت کے جدید مباحث: تناظر اور مناہج

Modern discussions on the Objectives of Sharia in the Present Era: Perspectives and Methods

Dr. Zuha Qaisar
Visiting Faculty Member Department of Islamic Studies BZU Multan.

Received on: 06-01-2022 Accepted on: 06-02-2022

Abstract

Maqasid al-Shariah is a subject which is very old but its debats is heard more in modern times. In this regard, the majority of scholars carry out modern ijtihads in connection with the tradition, and with the help of this term, an attempt is being made to create such an unauthorized breadth in jurisprudence which weakens the connection with the texts and the Shariah injunctions in the cultural confusion. A lot of work has already been done on Maqasid al-Shariah in general, both historically and analytically. This article aims to reflext on contemporary methods of Maqasid because, there is no such work in a systematic way in which the cultural aspect of the objectives and its methodology and effects have been discussed.

Keywords: Maqasid al-Shariah, injunctions, Contemporary methods, Ijtihad.

تمہید: مقاصدِ شریعت کی تعریف

متقدمین علماء کے ہاں مقاصدر شریعت کی کوئی باقاعدہ تعریف نہیں ملتی کیونکہ ان کے ہاں مقاصد شرعیت کے مفاہیم ومعانی بالکل واضح تھے۔ان کی کتب میں اس کی اہمیت، شرائط اور خدوخال کا عمومی تعارف ملتاہے جس سے اس اصطلاح کی مختلف جہات سے وضاحت ہو جاتی ہے۔اسلاف فقہاء کی تصانیف میں اس کے لیے متعدد دیگر اصطلاحات کا استعمال ہوتا آیا ہے جن میں عرف، عادت، مصلحت، حکمت، استحسان، وغیرہ جیسے الفاظ نمایاں ہیں۔مثال کے طور پہ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مصلحت اصل میں جلب منفعت اور دفع ضرر کا نام ہے اور یہی مخلوق کے لیے شرعی مقاصد ہیں۔ان مقاصد کے حصول میں مخلوق کا فائدہ ہے۔شرعی مقاصد پانچ ہیں: دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت"۔1

سیف الدین الآمدی فرماتے ہیں:

"احکامِ شریعت کا مقصد جلبِ منفعت اور دفعِ ضرر دونوں ہیں۔ان مصالح کا حصول مفاسد سے بچاؤ ضروری مقتضا ہے اگرچہ اس بارے میں کئی اجماع، نص اور قیاس موجود نہ ہو"۔2

امام شاطبیؒ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الموافقات میں لکھا ہے کہ:

''شارع کے احکام کا بنیادی مقصد اخروی و دنیوی مصالح کا قیام ہے۔اور یہ مصالح تین انواع پر مشتمل ہیں: ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ ''3

شاہ ولی اللہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

''دین کے اسرار، احکام کی حکمتوں، اعمال علتوں اور ان کے نکات کے علم کا نام مقاصد شریعت ہے ''4۔

مقاصد شریعت کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر یوسف عالم رقمطراز ہیں:

''احکام شریعت میں پائی جانے والی مصلحتوں کو شریعت کے اہداف کہتے ہیں اور شارع کے مقاصد تو وہ مصالح ہیں جو بندوں کو دنیا و آخرت میں حاصل ہوتے ہیں، خواہ ان کا تعلق جلب منفعت سے ہو یا دفع ضرر سے ''5۔

ابراہیم نخعی کا قول ہے: ''ان احکام اللہ تعالی لھا غایات ھی حکم و مصالح راجعۃ الینا''6

(احکام الٰہیہ کے مقاصد و غایات ہیں جنہیں حکمتیں اور مصالح کہا جاتا ہے اور ان سے انسانوں کا مفاد مطلوب ہوتا ہے)۔

فصلِ اول: صدرِ اسلام میں مقاصد شریعت کی رعایت

مقاصد شریعت کی بطور ایک مستقل فن تعریف و تشریح اگرچہ بعد میں ہوئی ہے لیکن عملاً اس کا وجود اتنا قدیم ہے جتنا کہ خود اسلام۔قرآن کریم میں اکثر فرامین الٰہیہ کے ساتھ مقصد و غایت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔یہ طرز کلام دلالت کرتا ہے کہ شریعت میں مقاصد کا کیا مقام ہے ۔[7] رسول کیوں مبعوث کئے، آسمان سے کتابیں کس لیے نازل کی گئیں، کائنات اور زندگی کا ظہور کیا اسباب و مصالح رکھتا ہے؟اس کے علاوہ کئی عقائد و احکامات کی وجوہات بیان کی گئیں کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے۔بظاہر قرآن کریم کے اس منہج کا ہدف احکام و اخبار کی علل و وجوہات کو بیان کرنا ہے۔۔

صدرِ اسلام کی فقہی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس عہد میں مقاصد شریعت کو بنیادی محور کی حیثیت حاصل تھی۔ البتہ اہل کے مطابق اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ احکامات کے اجتہاد و بیان کے وقت شریعت کی رُوح اور نصوص کے ساتھ تعلق نہایت مضبوط تھا[8]۔

آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد صحابہ کرامؓ اجتہاد کے ذریعے سے فتوی صادر کیا کرتے تھے۔امام ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی میں رقمطراز ہیں: "وللصحابۃ فھم فی القرآن یخفی علی اکثر المتاخرین، کما انّ لھم معرفۃ بامور من السنّۃ واحوال الرّسول ﷺ لا یعرفھا اکثر المتاخرین، فانھم شھدوا الرسول والتنزیل، وعاینوا الرسول وعرفوا من اقوالہ وافعالہ ممّا یستدلون بہ علی مرادہ مالم یعرفہ اکثر المتأخرین الذین لم یعرفوا ذالک ،فطلبوا الحکم ممّا اعتقدوہ من اجماع او قیاس"9

(قرآن کی تفہیم کے معاملے میں صحابہ کرام کا ایک خاص مزاج تھا جو اکثر متاخرین علماء کو اس نہج پر طرح حاصل نہیں ہو سکا۔ جس طرح کہ انہیں سنت اور احوال پیغمبر کے بعض امور سے وہ آشنائی نہیں جو صحابہ کی ذات کو تھی، کیونکہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات اور نزول قرآن کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا۔ وہ آپ ﷺ کے افعال و اقوال کے چشم دید گواہ تھے جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کی مراد و مقصود

کو درست طور سمجھ پاتے تھے۔ یہ مواقع متاخرین کو حاصل نہیں ہوئے تھے اس لیے انہوں نے مسائل میں اجماع یا قیاس وغیرہ جیسے قواعد کا سہارا لیا)۔

امام سیوطی تاریخ الخلفاء میں کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس جب کوئی مسئلہ لایا جاتا تو آپ کتاب اللہ میں اس کا جواب تلاش کرتے ،اگر مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے ،اگر وہ کتاب اللہ میں نہ ہوتا مگر سنت رسول میں اس کا حل مل جاتا تو وہی بتا دیتے ،اگر یہ بھی نہ ہوتا تو مسلمانوں سے سوال کرتے کہ میرے پاس یہ قضیہ آیا ہے کیا کسی نے رسول اللہ ﷺ سے اس سے متعلق کچھ سنا ہے ؟ لوگوں میں سے کوئی اثبات میں جواب دیتا تو آپ اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرتے اور اگر ایسا بھی نہ ہوتا تو آپ لوگوں میں سے ان کے نمائندے اور افضل افراد کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے پھر متفقہ رائے پر فیصلہ سنا دیتے۔ یہی طرز عمل حضرت عمرؓ کا بھی تھا کہ اگر قرآن وسنت سے کسی مسئلہ کا حل نہ پاتے تو لوگوں کے نمائندوں اور بہترین افراد کو جمع کر کے ان کی رائے لیتے اور پھر مفاد عامہ و مقاصد شریعت کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی حکم صادر کرتے[10]۔

روایات میں مذکور ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلم فوج کے سربراہان کو ہدایات جاری کی ہوئی تھیں کہ جنگ کے دوران اگر کوئی سپاہی جرم کا ارتکاب کرے تو اس پر وہاں حد جاری نہ کی جائے کیونکہ ایسا کرنے سے دشمن یہ سمجھے گا کہ مسلمان اپنے ہی لوگوں کے حقوق کی پامالی کرتے اور ان پر سختی سے پیش آتے ہیں[11]۔

قرآن میں مؤلفہ قلوب کو زکات کا مصرف قرار دیا گیا ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کیلئے انہیں زکواۃ دی جا سکتی ہے ۔لیکن جب خلفائے راشدینؓ کے عہد میں اسلامی سلطنت طاقتور ہو گئی تو اس پر عمل روک دیا گیا کیونکہ ان کو زکواۃ دینے میں جو مصلحت تھی وہ پوری ہو چکی تھی۔ اب مسلمان کمزور نہیں ہیں اس لیئے انہیں غیر مسلموں کو زکواۃ دینے کی حاجت نہیں[12]۔

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں: ’’الصحابہ الذین عرفوا مقاصد الشریعہ فحصلوھا واسّسوا قواعدھا واصولھا، وجالت افکارھم فی آیاتھا وعملوا الجھد فی تحقیق مبادئھا وغایاتھا، فصاروا خاصۃ الخاصۃ ولبّ اللباب ونجوماً یھتدی بانوارھم اولوا الالباب‘‘۔[13]

(صحابہ کرام وہ ہستیاں تھیں جنہوں نے مقاصد شریعت کا ادراک کیا اور ان کے اصول و ضوابط تک رسائی حاصل کی، ان کی فکر نے مقاصد کے اوصاف کو پہچانا اور انکے مبادی و غایات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جد وجہد کی، اسی وجہ سے وہ منتخب و مختار طبقہ ٹھہرے۔ ایسے نجوم کہلائے جن سے عقل والے ہدایت کا نور حاصل کرتے ہیں)۔

صدر اسلام میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ احکام بیان کرتے وقت حالات کا بھی بغور جائزہ لیتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے سوال کیا کہ جان بوجھ کر قتل کرنیوالے کی توبہ قبول ہے؟ آپؓ نے فرمایا نہیں، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جب وہ سائل چلا گیا تو آپؓ کے ساتھیوں نے کہا کہ کیا آپؓ نے پہلے اس طرح کا فتویٰ دیا تھا؟ آپؓ نے ہمیں تو کہا تھا کہ جو شخص جان بوجھ کر قتل کرے اس کی توبہ مقبول ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: مجھے لگا یہ شخص غصے میں ہے اور کسی مؤمن کا قتل کرنا چاہتا ہے۔

سائل کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا گیا تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ ایسا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا[14]۔

فصلِ دوم: جمہور اہلِ علم کے ہاں مقاصد شریعت اور اس کا منہج

متقدمین فقہاء کے ہاں مقاصد شریعت کے حوالے سے مختلف اصطلاحات وضع کی گئی تھیں۔ان میں سے بعض یہ ہیں: رعایتِ عرف ،استحسان، مصالحِ مرسلہ ،سدِ ذرائع، جلبِ منفعت ودفعِ ضرر،اور استقراء۔

اس کی وضاحت تمہید میں تعریف کے ذیل میں ہو چکی ہے کہ متقدمین کی کتب میں اگرچہ صراحتاً اس کی تعریف نہیں ملتی مگر اس علم کے خدوخال واضح بیان کر دیے گئے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین فقہاء کے ہاں بھی مقاصد شریعت کے لحاظ کا عنصر واضح نظر آتا ہے۔

علی الخفیف تابعین فقہاء کے عہد کی صورتحال کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ولقد کان موقفھم من النصوص الموقف السلیم الذی یتطلبہ العقل الحکیم فعرفوا ان الاحکام لم تشرع عبثاً ،وانھا انّما شرعت لعلل ومقاصد یطلب تحقیقھا، ولابد من تعرفھا۔ ومن ثم راینا منھم فھماً عمیقاً للنصوص وعملاً علی الاحاطۃ بمقاصد الشریعۃ''۔15

(نصوص کے حوالے سے تابعین فقہاء کا موقف معتدل تھا جو کہ ہر دانا ذہن کی روایت ہے،ان کا یہ اعتقاد تھا کہ احکام یونہی بے وجہ مشروع نہیں کیے گئے ہیں بلکہ انکے پیچھے کچھ اغراض و مقاصد ہیں جن کا حصول ضروری ہے اس لیے ان کی پہچان بھی لازمی ہے۔تابعین کے ہاں ہمیں نصوص کی عمیق تفہیم اور مقاصد شریعت پر مکمل عمل ملتا ہے)۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں عقائدی اور عبادتی مقاصد پر توجہ مرکوز رکھی ہے۔ان سے پہلے فقہ میں امام مالک کا منہج بھی دیگر ائمہ خصوصاً امام شافعی سے مختلف ہے۔امام مالک اسلامی شریعت کو مقاصدی تناظر میں دیکھتے ہیں۔مالکی فقہ کا بغور مطالعہ کرنے والا آسانی سے یہ محسوس کر سکتا ہے کہ اس تمام جدوجہد کے پیچھے صرف ایک ہی ہدف کارفرما ہے اور وہ یہ ہے کہ احکامات کے پس منظر میں شارع کا مقصد اور حکمت کیا ہے،اسے بیان کیا جائے اور اس کی رعایت رکھی جائے۔

امام جوینی رحمہ اللہ نے کتاب ''البرھان'' میں مقاصد شریعت کو ضروریات، تحسینیات اور حاجیات میں بند کیا ہے۔اور پھر ضروریات کو پانچ امور میں تقسیم کیا ہے، تحفظ دین، جان، عقل، عزت اور مال،اور فرمایا کہ یہ شریعت کا حقیقی مقتضی ہیں۔

ہر چند کہ ماضی میں کئی مسلم مفکرین نے اصولی، عقائدی، سیاسی اور اجتہادی مقاصد پر کلام کیا تھا لیکن اس کی زیادہ پذیرائی امام شاطبیؒ کی الموافقات کے شائع ہونے کے بعد ہوئی۔

متاخرین میں سے امام شاطبیؒ اور ابن عاشور کے بعد مقاصدی فقہ پر قابل قدر کام کرنے والے علماء میں سے ایک نام علال الفاسی کا بھی ہے ۔انہوں نے اس موضوع پر تین کتب تصنیف کی ہیں۔ مقاصد الشریعہ ،النقد الذاتی اور دفاع عن الشریعہ۔تینوں کتب میں آپ نے مقاصدی

اجتہاد کی اہمیت اور مشروعیت کو واضح کیا ہے۔ وہ یہ رائے پیش کرتے ہیں کہ مقاصد کو اجتہاد کا رکن تسلیم کیا جائے، خصوصاً عصر حاضر میں مقصد شریعت کو اجتہاد کی بنیاد بنائے بغیر چارہ نہیں ہے: ''وباب الاجتہاد التی فتحھا الشارع للقادرین علیھا من کل المسلمین فی کل عصر وفی کل مکان ھی الکفیلۃ بمسایرۃ الشریعۃ وسدّھا حاجۃ ما استجد من المسائل التی لا حصر لھا ولا نھایۃ لوقوعھا، والاجتہاد یرجع الی استنباط الاحکام من ادلتھا التفصیلیۃ اما بفھم جدید لآیۃ من کتاب اللہ اولحدیث من احادیث الرسول اوانتباہ لعلۃ یرجع الیھا مناط الحکم او استعمال لمقتضی من مقاصد الشریعۃ''۔16

''اجتہاد کا وہ دروازہ جسے شارع نے ہر عہد اور ہر مقام کے لیے اہل اور قابل اصحاب علم کے لیے کھولا ہے یہ شریعت کو جاوداں اور ہر وقت کے لیے موزوں رکھتا ہے اور نت نئے مسائل کا حل پیش کرنے میں معاون ہے۔ اجتہاد کی حقیقت اور تعریف مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ اس کے ذریعے ادلۃ تفصیلیہ کے وسیلہ سے احکام کا استنباط کیا جاتا ہے جو کہ کتاب اللہ یا حدیث رسول کے فہمِ جدید سے ہوتا ہے، یا حکم کی علت تک رسائی سے، اور یا پھر مقاصد شریعت کے کسی وصف کے توسط سے انجام پاتا ہے''۔

علال الفاسی کہتے ہیں کہ مقاصد اجتہاد کا خارجی مصدر نہیں ہے بلکہ عین شریعت کا مطالبہ ہے اور اس کے جواز پر سوالیہ نشان نہیں لگایا جا سکتا: ''ان مقاصد الشریعۃ ھی المصدر الابدی لاستفاء مایتوقف علیہ التشریع والقضاء فی الفقہ الاسلامی، وانھا لیست مصدراً خارجیاً عن الشرع، ولکنھا من صمیمہ، ولیست غامضۃ غموض القانون الطبیعی الذی لایعرف لہ حد ولا مورد، ولکنھا ذات معالم وصوی کصوی الطریق''۔17

شاطبیؒ کی طرح علال الفاسی بھی کسی قضیے میں حکم صادر کرنے سے پہلے مقاصد و مصالح کی صحت کیلئے تین شرائط لاگو کرتے ہیں، یہی شرائط مالکی مقاصدی فقہاء کے ہاں بھی مذکور ہیں:

(1) شریعت کے مزاج یا کسی قطعی نص سے متصادم نہ ہو۔

(2) عقل سلیم اور شعور اس کی تائید کریں۔

(3) اس کا ہدف کسی امر ضروری کا تحفظ یا رفع حرج ہو (جسے امام غزالی اور بعض دیگر فقہاء کے ہاں جلب منفعت اور دفع مضرت سے تعبیر کیا جاتا ہے)۔

طاہر بن عاشور ایک جگہ کہتے ہیں مقاصد فقہ قطعی ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''ان اعظم مایھم المتفقھین ھو ایجاد ثلۃ من المقاصد لیجعلوھا اصلا یصار الیھا فی الفقہ والجدل''18

(فقہاء کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ایسے قطعی مقاصد طے کریں جنہیں فقہ اور مسائل میں اصل اور مرجع کی حیثیت حاصل ہو)۔

البتہ طاہر بن عاشور کے نزدیک مقاصد کا معیار فطرت عقلیہ ہے۔ اس کی بنیاد کو قرآن کریم کی اس آیت کو بناتے ہیں: ''فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا''19 یعنی کہ اسلام دین فطرت ہے جو انسانی فطری مزاج کے عین مطابق ہے۔ یہاں اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگر مقاصد کا

معیار قانونِ فطرت یا فطرتِ عقلیہ ہے تو کسی قضیے میں فطری معنویت کے استخراج میں التباس بھی تو ممکن ہے تو ایسی صورتحال میں کیا راستہ نکالا جا سکتا ہے؟ ابن عاشور اس کا جواب دیتے ہیں کہ فطری معنویت کے استخراج میں التباس کا امکان موجود ہوتا ہے، لہذا فیصلہ کرنے اور حکم صادر کرنے سے قبل ان علماء افاضل کی مشاورت بھی ضروری ہے جو فکر سدید کے حامل ہوں"، علی انّہ ان عسر علی احد ھم تحقیق معنی فطری دقیق او تسدید الالتباس غیرہ بہ، وخاف ھوی نفسہ بہ ان یخیّل لہ الامر غیر الفطری فطریاً فعلیہ حینئذٍ ان یعمق النظر طویلاً وان یعتبر شھادۃ العلماء الافاضل المشھود لافکار ھم بکثرۃ العصمۃ من الخطا"20.

موسوعۃ ابراھیم النخعی میں ابراھیم النخعی کے فقہی منہج کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ آپ صرف نص کے ظاہری الفاظ کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی مراد جاننے کی کوشش کرتے تھے: انہُ منھج یقوم علی عدم الوقوف علی ظواھر النصوص، ووجوب ادراک معانیھا ومواطنھا وعللھا، لان الالفاظ لم توضع الّا للتعبیر عن ھذہ المعانی21

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ:

- جمہور اہل علم کے ہاں مقاصد شریعت پر کثرت کے ساتھ کلام ہوتا آیا ہے اور انہوں نے اس کی رعایت رکھنے کی تلقین کی ہے۔
- جمہور اہل علم کے نزدیک اس کے کچھ اصول وضوابط ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے جن میں نص کی فوقیت اور اسلام کی تہذیبی روح کو برقرار رکھنا اہم ہے۔

فصلِ سوم: مقاصد شریعت اور جدید مناہج

عہد حاضر میں مقاصد شریعت کا قضیہ صرف اصولی یا فقہی نوعیت کا نہیں رہا ہے۔، جس طرح کہ ماضی میں اس کے خدوخال بیان کیے گئے اور اس پر مباحث موجود ہیں۔ بلکہ یہ محض نظری مسئلہ کے سیاسی فقہ میں اس کے اطلاقات واستعمالات کی بدولت ایک عملی اور تہذیبی قضیہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ بالخصوص 70 کی دہائی کے بعد سے اس ضمن میں جو مباحث سامنے آئی ہیں وہ زیادہ تر تہذیبی حیثیت کی ہیں۔ مقاصد شریعت کی اصطلاح کے پس منظر میں مغربی تہذیب واقدار کو اسلامیانے کی کوششیں بھی بروئے کار لائی گئی ہیں۔ بہت سارے جدید مسلم مفکرین نے مقاصد کو اس طرح پیش کیا ہے جیسے کہ یہ نص پر مقدم ہیں اور انہوں نے زمانے کی احتیاج کے بوصف شرعی احکامات کی تفصیل وتوضیح میں تساہل سے کام لیا ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے اس طبقے کے پیش کردہ اسلام کو "کھوکھلا اسلام" کے نام سے تعبیر کیا جس کی روح کو مسخ کیا گیا ہو۔22 ان کے نزدیک اس فکری منہج کی تین اساسات ہیں: 23

(1) شریعت کی روح سے عدم واقفیت

(2) مغرب کی اتباع

(3) علمی رسوخ کے بغیر رائے دینے کی جرأت

وہ اہل علم جنہوں نے عصر حاضر میں مقاصد شریعت کے ضمن میں جدید مباحث کی ہیں ان میں کئی نام سرفہرست ہیں۔ ان میں سے بعض

اسلاف سے ربط جوڑتے ہوئے عصری ضروریات پر گفتگو کرتے ہیں جبکہ بعض جمہور اہل علم سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ معتدل علماء میں سے ایک نام ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا ہے جنہوں نے اس حوالے سے کئی اہم علمی کاوشیں پیش کی ہیں۔ مثال کے طور پہ:

- انہوں نے مقاصد کو تہذیبی فقہ کا اساسی حصہ قرار دیا ہے۔
- مقاصد کی مباحث میں اجتماعی مفاد کو ترجیح دی ہے۔
- اس کے علاوہ عصری تہذیبی تناظر میں اسلام کے مقاصد کو پانچ ضرورات میں بند کیا ہے: (1) صالح فرد و خاندان کی تشکیل۔ (2) صالح معاشرے کی تشکیل۔ (3) امت صالحہ کی تشکیل۔ (4) صالح ریاست کا قیام۔ (5) انسانیت کی بھلائی کی جدوجہد۔

اس کے علاوہ ایک نام علامہ نجات اللہ صدیقی کا بھی ہے جنہوں نے عصر حاضر کے بدلتے سیاسی، معاشرتی، معاشی اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر مقاصد شریعت کی فہرست میں درج ذیل ضرورات کا اضافہ کیا ہے:[24]

(1) انسانی عزو شرف

(2) بنیادی آزادیاں

(3) عدل وانصاف

(4) ازالہ غربت و کفالہ عامہ

(5) سماجی مساوات

(6) امن وامان اور نظم ونسق

(7) بین الاقوامی سطح پر باہمی تعاون

جدید مفکرین میں سے ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو مقاصد کی مباحث میں تاریخی ظروف اور سیاسی حالات پر کلام کرتے ہوئے یہ رائے پیش کرتا ہے کہ ماضی کے فقہی ذخیرے کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔ یہ طبقہ جمہور اہل علم سے مطابقت نہیں رکھتا اور مقاصد کے ضمن میں اس کی طے شدہ فکری حدود متعین نہیں ہے۔ اس لیے یہ ناقابل اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دراصل مغربی تہذیبی یلغار کے نتیجے میں احکام شریعت کی روح سے ہٹ کر اس میں تساہل سے کام لیتا ہے۔

اگرچہ ان کا کہنا ہے کہ "جب ہم فقہ کی تشکیل جدید کی بات کرتے ہیں اور اس کا عصر حاضر کے تناظر میں از سر نو جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں تو بدیہی طور پر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ ماضی کے فقہی ذخیرے پر مطلقا غلط یا صحیح کا حکم ثبت کرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے، یا ان فقہاء کرام کی نیتوں اور علم پر شک کیا جارہا ہے۔ یہ عمل دراصل قدیم فقہ کے منہج کو جدید علوم اور مناہج کے اصولوں پر پرکھنے کا نام ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں سامنے آنے والے اختلاف کو غلط یا صحیح کے حکم سے تعبیر کرنے کی بجائے علمی ارتقائی تغیر سے تعبیر کیا جانا چاہیے"۔

عرب مفکر عابد الجابری کے مطابق جدید مناہج کے توسط سے ہم دراصل نصوص کے امکانیاتی معانی کی کھوج لگاتے ہیں، یعنی ہم یہ سعی کرتے ہیں کہ ماضی میں نصوص کے ان دستیاب معانی ومفاہیم کے استخراج میں تاریخی اور خارجی عوامل تو اثر انداز نہیں ہوئے؟ عابد الجابری اس کو تاریخی امکانیات کا نام دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں: الامکان الذی یجعلنا نتعرف ھلی مایمکن ان یقولہ النص ومالایمکن ان یقولہ، وماکان یمکن ان یقولہ النص ولکن سُکت عنہ "25 (وہ تاریخی امکان کہ جس کی بنیاد پر ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ نص کا مقصود یہ ہو سکتا ہے اور یہ نہیں، یا یہ کہ ایک امکان یہ بھی تھا لیکن فقہ میں اس پر سکوت اختیار کیا گیا)۔

لیکن یہ عمل دراصل نہ صرف یہ کہ مسلم روایت میں دراڑیں ڈالنے کا سبب بنتا ہے بلکہ مسلم تاریخی ورثے پر بھی سوالیہ نشان کھڑے کرتا ہے۔اس لیے مقاصد شریعت کی مباحث میں یہ منہج قابل اعتماد نہیں سمجھا گیا۔

نتائج وحاصلات

- متقدمین اہل علم کی کتب میں مقاصد شریعت کی باقاعدہ تعریف موجود نہیں ہے مگر اس علم کی تمام جہات کے تفصیلی خدوخال بیان کر دیے گئے ہیں۔
- جمہور علماء کے نزدیک اس کے کچھ اصول وضوابط ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے جن میں نص کی فوقیت اور اسلام کی تہذیبی روح کو برقرار رکھنا اہم ہے۔
- عصر حاضر میں مقاصد شریعت کا قضیہ زیادہ تر تہذیبی معاملات کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔
- بعض جدید مفکرین نے مقاصد کو اس طرح پیش کیا ہے جیسے کہ یہ نص پر مقدم ہیں اور انہوں نے زمانے کی احتیاج کے بوصف شرعی احکامات کی تفصیل وتوضیح میں تساہل سے کام لیا ہے۔
- مقاصد شریعت کے ذیل میں فقہی اجتہادات کو ان اصول ضوابط سے منسلک رکھنا ضروری ہے جنہیں متقدمین اہل علم نے وضع کیا ہے۔

حوالہ جات

[1] الغزالی، ابو حامد، المستصفی (بیروت، دار الفکر العربی، 2004ء) 65

Al-Ghazali, Abu Hamid, Al-Mustasfi (Beirut, Dar al-Fikr al-Arabi, 2004) 65

[2] عبد السلام، عزالدین عبد العزیز، قواعد الاحکام فی اصلاح الانام (بیروت، دار الکتاب العربی، 2001ء) 208

Abdul Salam, Izzuddin Abdul Aziz, Qawaid al-Ahkam fi Islah al-Anaam (Beirut, Dar al-Kitab al_arabi, 2001) 208

[3] الشاطبیؒ، ابراہیم بن موسی اللخمی، الموافقات فی اصول الشریعہ (الریاض، وزارۃ الاوقاف السعودیہ، 1988ء) 153

Al-Shatbi, Ibrahim bi Musa al-Lakhmi, Al-Muwafqaat, fi Usul al-Shari’a (Riyadh, Wizarat al-Auqaf al-Saudia, 1988)153

[4] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الفوز الکبیر (دہلی، مکتبہ حجاز، 2010ء)61

Shah Waliullah Muhaddis Dihilvi, Al-Fauz al-Kabir, (Delhi, Maktaba Hijaz, 2010)61

[5] یوسف حامد، المقاصد العامہ للشریعہ الاسلامیہ (القاہرہ، مکتبہ الخانجی، 2014ء)78

Yusuf Hamid, Al-Maqasid al-Shari'a al-Ama al-Islamia (Cairo, Maaktab al-Khanji, 2014)78

[6] حمادی العبیدی، ابن رشد وعلوم الشریعہ (اسکندریہ، المکتبہ العلمیہ، 2018ء)102.

Hamad al-Ubaidi, Ibne Rushd wa Ulum al-Shari'a (Iskandria, Al-Maktab al-Ilmia,2018)102

[7] ایضاً، 111

Ibid, 111

[8] احمد الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الشاطبیؒ (بیروت، المکتبہ الجامعیہ، 2011ء)56/1

Ahmad al-Raisuni, Nazariat al-Maqasid Indal-Shatbi (Beirut, Maktab al-Jamia,2011)1/56

[9] ابن تیمیہ، ابو العباس عبد الحلیم، مجموع الفتاوی (القاہرہ، مکتبہ شلتوت، 1999ء)108/4.

Ibn-i-Taimia, Abulabbas Abdulhalim, Majmu'lfatawa (Cairo, Maktba, Shaltut,1999)4/108

[10] پالن پوری، سعید احمد، شرح حجۃ اللہ البالغہ (کراچی، زمزم پبلشرز، 2005ء)177

Palan Puri, Saeed Ahmad, Sharah Hujjat al-Baligha (Karachi, Zamzam Publishers,2005)177

[11] حامد العالم، یوسف، اسلامی شریعت: مقاصد و مصالح، مترجم: طفیل ہاشمی (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 2013ء)98

Hami al-Alam, Yusuf, Islami Shariat: Maqas -o-Masalih, Transation: Tufail Hashmi (Islamabad, Idara Tahqiqat Islami, 2013)98

[12] ایضاً، 120

Ibid, 120

[13] الموافقات، 208

Al-Muafqaat, 208

[14] الترمذی، ابو عیسی محمد، سنن الترمذی (بیروت، دار الشروق، 1978ء) حدیث نمبر: 2069

At-Tirimzi, Abu Isa Muhammad, Sunan al-Tirimzi (Beirut, Dar al-Shuruq,1978)2069

[15] علی الخفیف، اسباب اختلاف الفقہاء (بیروت، دار الفکر العربی، 2016ء)247

Ali al_khafif, Asbaab Ikhtilaf al-Fuqaha (Beirut, Dar al-Fik al-Arabi,2016)247

[16] علال الفاسی، مقاصد الشریعۃ، (عمان، دار الغریب الاسلامی، 2009ء)40،

Alal al-Fasi, Maqasid al-Shariah (Oman, Dar al-Gharib al-Islami, 2009)40

[17] ایضاً، 55.

Ibid, 55

[18] طاہر بن العاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ (دوحہ، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ 2010ء)232

Tahir bi al-Asur, Maqasid al-Shariah al-Islamia (Doha, Wizarat al-Shu'un al-Islamia,2010)232

[19] الروم: 30

Al-Rum:30

[20] مقاصد الشریعہ، ص58.

Maqasid al-Shariah, 58

[21] النخعی، ابراہیم بن یزید، موسوعہ ابراہیم النخعی (بیروت، داراحیاء التراث العربی، 2013ء) 184/2
Al-Nakh'I, Ibrahim bin Yazeed, Mausua Ibrahim bi al-Nakh'I (Beirut, Dar Ihya al-Turas al-Arabi,2013)2/184

[22] القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، دراسہ فی مقاصد الشریعہ الاسلامیہ (دوحہ، مرکز انماء، 2016ء) 274
Al-Qarzavi, Dr Yusuf, Dirasa fi Maqasid al-Shariah al-Islmaia (Doha, Markaz Inma,2016)274

[23] ایضاً، 280
Ibid, 280

[24] صدیقی، نجات اللہ، مقاصد شریعت (اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 2009ء) 41
Siddiqui, Nijatullah, Maqasid Shariat (Islamabad, Idara Tehqiqat Islami, 2009)41

[25] عابد الجابری، التراث والحداثہ (القاہرہ، مرکز دراسات الوحدۃ العربیہ، 1991ء) 241
Abid al-Jabri, Al-Turas wal-Hadasa (Cairo, Markaz Dirasaat al-Wahda al-Arabia,1991)241